لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ

خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ

دُرود اُس پر سلام اُس پر تصدق میری جاں اُس پر
وہ جس کا ہم عناں کوئی نہیں اوجِ رسالت میں

دنیا کے بہترین تریسٹھ سال

واقعات دورِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ترتیب سال پیدائش سے وفات تک بقید سنہ و تاریخ

مُصنّفہ

حضرت مولنا بابا محمد نجم احسن نگرامی مجاز صحبت حضرت مولنا محمد اشرف علی صاحب

ناشر

بیگم عائشہ باوانی وقف

پوسٹ بکس نمبر ۱۴۷۸ کراچی نمبر ۲ اسلامی جمہوریہ پاکستان

عرض ناشر

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ط

یہ مجموعہ "دنیا کے بہترین تریسٹھ سال" بزرگِ محترم جناب محمد نجم احسن صاحب احسنؔ نگرامی مدظلہ العالی (اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ سابق ایڈوکیٹ ہائی کورٹ یو۔ پی) مجاز صحبت حضرت حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب قدس سرہٗ العزیز نے کئی برس کی محنت و کاوش کے بعد معتبر اور مستند کتابوں کی مدد سے کر پیدائش نبوی سے وفات تک کے حالات بقید سنہ و تاریخ مرتب کئے ہیں اور چونکہ دورِ نبوت یقیناً دنیا کا بہترین دور ہے اور اس دور کا بہترین ہونا ارشاد خیر القرون قرنی ..... الخ سے مستند اور معتبر ہے۔ اس لئے اس کا نام "دنیا کے بہترین تریسٹھ سال رکھا گیا"۔

ہم نہایت رنج اور افسوس کے ساتھ یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ مرتب کتاب ہذا سرمایہ علم و ادب بزم اشرفؒ کا روشن چراغ مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۷۶ء مطابق ۱۹ رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ طلوعِ آفتاب سے قبل ہی گل ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

آج حضرت بابا صاحب قدس سرہٗ ہمارے ساتھ نہیں لیکن آپ کی تعلیمات ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ لیکن بارشاد حضرت علامہ سوز شاہجہاں پوری ؎

یادگار شب نگاہ لطف ساقی رہ گئی　　اک فسانہ رہ گیا اک یاد باقی رہ گئی

اس مختصر کتاب کی جامعیت سے کسے انکار ہو سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے اہم واقعات مختصراً اس کتاب میں جمع کر دیئے گئے ہیں۔ تاکہ ہمارے بچوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے اہم واقعات معلوم ہو جائیں۔

اللہ رب العزت اس سعی کو قبول فرماویں۔



اللہ کے پیارے رسولوں میں سب کے سردار اور سب سے آخری رسول سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہر مکہ ملک عرب میں پیر (دوشنبہ یا سوموار) کے دن ۱۲ ربیع الاول کو صبح صادق کے بعد اور سورج نکلنے سے پہلے پیدا ہوئے۔

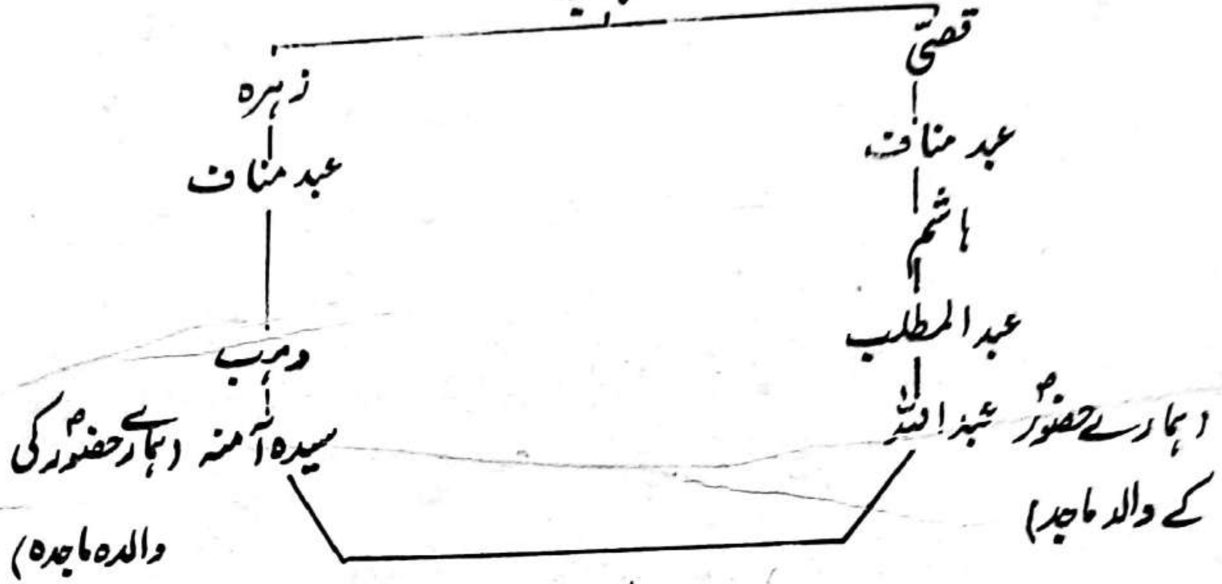
عرب میں محاورے کے طور پر ایک خاص واقعے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک خاص سال کو عام الفیل (ہاتھی والا سال) کہتے ہیں وہ واقعہ یہ ہے کہ ابرہہ نام کا ایک بادشاہ یمن کا تھا وہ ہاتھیوں کی فوج لے کر آیا تھا کہ اللہ کے گھر کعبہ شریف کو ڈھادے، اللہ نے ابابیلوں کو ان پر عذاب بنا کر بھیجا اور انھوں (ابابیلوں) نے کنکریاں مار مار کر ساری فوج کو ایسا تباہ کیا جیسے کھایا ہوا بھوسہ ہوتا ہے اسی واقعے کی طرف قرآن پاک کے تیسویں پارہ کی سُورۂ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ میں اشارہ کیا گیا ہے۔

علم ریاضی اور ہیئت کی رُو سے شمسی شمار کے طریقے پر حساب لگا کے بعض لوگوں نے ۹ ربیع الاوّل تاریخِ پیدائش بتائی ہے۔ ربیع الاول کے مہینے اور پیر کے دن میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ عام طور پر بزرگانِ اسلام نے مطالعے اور علوم کی بے اعتباری پر نظر کر کے عام معروف تاریخ ۱۲ ربیع الاول ہی کو اختیار کیا ہے۔

واقعۂ فیل کے لئے حساب سے لوگوں نے یہ مانا ہے کہ ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو ہوا اس میں اختلاف نہیں ہے کہ ہمارے سردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش واقعۂ فیل کے ۵۲ دن بعد ہوئی اس سے حساب لگائیں تو انگریزی تاریخ پیدائش کی ۱۱/۱۲ جون ۵۷۱ء ہوتی ہے۔

باپ اور ماں کی طرف سے آپ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) کا شجرۂ نسب یہ تھا۔

شجرہ



سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے والد جناب عبد اللہ کی وفات کے کچھ مہینوں بعد پیدا ہوئے۔

سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو والدہ ماجدہ نے دودھ پلایا پھر ابولہب کی لونڈی ثوبیہ نے غالباً پیدا ہونے کے آٹھویں دن عرب کے دستور کے موافق دودھ پلانے والی بی بی حلیمہ سعدیہ، جن کا قبیلہ بنی سعد طائف کے قریب بستا تھا، آپ کو والدہ ماجدہ کی اجازت سے اپنے گھر لے گئیں۔ ہر چھٹے مہینے حلیمہ آپ کو لا کے والدہ کو دکھا جاتی تھیں۔

۲ سنہ پیدائش دو برس کی عمر ہوئی تو آپؐ کا دودھ چھڑایا گیا مگر حلیمہ کو دودھ پلانے سے اور آپؐ کی برکتیں دیکھ کر آپؐ سے بڑی محبت اور عقیدت ہو گئی تھی۔ حضرت آمنہ سے کہہ سن کر پھر آپ کو اپنے گھر لے گئیں۔

۴ سنہ پیدائش آپؐ کی عمر تقریباً ۴ برس ہوئی تو والدہ ماجدہ نے آپؐ کو اپنے

پاس رکھ لیا۔

سنہ ۴-۶ پیدائش آپ کی عمر چار یا چھ برس کی تھی جب حضرت آمنہ کا انتقال ہو گیا اور آپ اپنے دادا جناب عبدالمطلب کی نگرانی اور پرورش میں رہے۔

سنہ ۸ پیدائش آپ کی عمر آٹھ برس دو مہینے دس دن کی تھی کہ آپ کے دادا جناب عبدالمطلب بھی دنیا سے سدھار گئے۔

سنہ ۸-۱۲ پیدائش دادا کی وفات ہو جانے پر آپ کے چچا ابوطالب (حضرت علیؓ کے والد) نے جو آپ کے والد جناب عبداللہ کے حقیقی بھائی تھے۔ آپ کو اپنے بیٹوں کی طرح محبت سے رکھا۔ آپ کی عمر بارہ[۱۲] برس دو[۲] مہینے دس[۱۰] دن کی ہوئی تو ابو طالب کے ساتھ شام کے ملک کو تجارت کی غرض سے گئے۔ آپ ان کے ساتھ تھے۔ سفر ہی میں بُصریٰ کے مقام پر بحیرہ راہب ملا جو اگلی آسمانی کتابوں کا عالم کہلاتا تھا وُہ توراۃ میں آپ کا پورا حلیہ پڑھ چکا تھا، وُہ پہچان گیا کہ اللہ کے آخری سب سے بڑے نبی جن کا کتابوں میں ذکر ہے یہی ہیں اس نے ابوطالب کو صلاح دی کہ آپ انھیں (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو) شام نہ لے جائیں۔ ایسا نہ ہو، یہودی جلن کے مارے کوئی چوٹ چاٹ پہنچانے کی سوچیں۔ ابوطالب نے بحیرہ کے کہنے کو مان لیا اور آپ کو مکہ معظمہ واپس لے آئے۔

سنہ ۱۳-۲۵ پیدائش جوانی کی عمر کو پہنچے تو آپ کی سچائی، امانت داری اور کردار کی ہر خوبی آپ کے اندر دیکھ کر سب لوگ آپ کو "الصادق" اور "الامین" کہنے اور ماننے لگے۔ مکہ میں قبیلہ قریش ہی کی ایک بڑی نجیب الطرفین اور شریف خاتون خدیجہ رضی تھیں جن کو اللہ نے مال بھی دیا تھا انھوں نے آپ کی سچائی اور امانت داری کی وجہ سے اپنا تجارت کا مال آپ کے سپرد کیا۔

آپؐ شام تشریف لے گئے اور تجارت میں اچھا خاصا نفع بھی ہوا۔

۲۵ سنہ پیدائش
آپؐ کی عمر ۲۵ برس کی تھی جب جناب خدیجہؓ سے آپؐ کا نکاح ہوا۔ حضرت خدیجہؓ کی عمر اس وقت تقریباً چالیس سال کی تھی۔ نکاح کے بعد ۲۴-۲۵ سال جناب خدیجہؓ زندہ رہیں۔ حضرت ابراہیم کے علاوہ آپؐ کی ساری اولاد حضرت خدیجہؓ ہی سے ہوئی۔

۳۰ سنہ پیدائش
حضرت زینبؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی پیدا ہوئیں۔

۳۳ سنہ پیدائش
حضرت رقیہؓ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئیں۔

۳۵ سنہ پیدائش
آپؐ کی عمر ۳۵ سال کی تھی جب قریش نے کعبے کو پھر سے بنانا چاہا۔ کیونکہ کعبے کی دیواریں سیلاب سے پھٹ گئی تھیں اور مرمت اور تعمیر کی سخت ضرورت تھی تعمیر میں سارے قبیلے شامل تھے مگر جب حجر اسود کو اس کی جگہ جمانے اور رکھنے کا وقت آیا تو جھگڑا اپڑ گیا۔ ہر ایک قبیلہ یہی چاہتا تھا کہ یہ عزت والا کام مجھی کو ملے یہ طے ہوا کہ جو صبح کے وقت پہلے کعبہ میں داخل ہو اس کو پنچ مقرر کر دیا جائے۔ اللہ کا حکم آپؐ ہی سب سے پہلے آئے۔ قریش بہت خوش ہوئے سب ایک آواز سے بول اٹھے یہ صادق اور امین جو فیصلہ کریں ہم راضی ہیں۔ آپؐ نے یہ کیا کہ ایک چادر پر حجرِ اسود کو رکھا۔ ہر قبیلے کے سردار اور نمائندے سے کہا کہ چادر تھام لے موقع پر آپؐ نے خود اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھ دیا۔ جھگڑا مٹ گیا، سب خوش ہو گئے ورنہ جاہلوں میں صدیوں خون کی ندیاں بہنے کا سامان ہو گیا تھا۔

۴۱ سنہ پیدائش (الف)
چاند کے حساب سے جب آپؐ کی عمر چالیس برس ایک دن کی ہوئی تو پیر کے دن ربیع الاول کے مہینے

میں غارِ حرا میں (جہاں آپؐ کا معمول تھا کہ کئی کئی دن ٹھہر کر اللہ کی یاد ذوقی طور پر کیا کرتے تھے) جبرئیل فرشتے کو اللہ نے بھیجا جبرئیل نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بشارت ہو آپؐ اللہ کے رسول ہیں اور میں جبرئیل (انگریزی حساب سے ۱۲ یا ۱۵ ار فروری ۶۱۰ء)۔

۴۱ سنہ برس ۶ ماہ (ب) پہلی مرتبہ آنے کے بعد جبرئیل ۶ مہینے نہیں آئے مگر اس ۶ مہینے میں آپؐ اچھے اچھے اور پورے پورے سچے خواب دیکھا کرتے تھے۔

(ج) ۶ مہینے گزرنے کے بعد رمضان کے مہینے میں جبرئیل پھر آئے اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ سے مَا لَمْ يَعْلَمْ تک پڑھ کے سُنایا اور آپؐ سے پڑھوایا اور وضو اور نماز کا طریقہ بھی بتایا۔

۴۱-۴۴ سنہ پیدائش ۱ سنہ نبوت اس دوسری بار فرشتے کے آنے کے بعد آپؐ نے دین کی تبلیغ شروع کر دی۔ مگر خاموشی سے زندگی کی شریک جناب خدیجہ رضؓ (عورتوں میں) آپؐ کی نگرانی میں پرورش پاتے ہوئے چچیرے بھائی حضرت علی رضؓ (جن کی عمر دس سال کی تھی لڑکوں میں) زید بن حارثہ آپؐ کے غلام (غلاموں میں) اور ابو بکر صدیق آپؐ کے دوست (آزادوں اور اس وقت تک گویا برابر والوں میں) بلا پس و پیش دل کے یقین کی پوری بہتات کے ساتھ فوراً ہی ایمان لائے اور تین برس کی خاموش تبلیغ میں کچھ اور خوش قسمت مرد اور عورتیں بھی ایمان لائیں جن میں حضرت عمر رضؓ کے سوا سارے عشرہ مبشرہ (وہ دس آدمی جن کو آپؐ نے جنتی ہونے کی خوش خبری دی) شامل ہیں۔

۴۴ سنہ پیدائش ۱-۴ سنہ نبوت تین سال کے بعد آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اللہ کی طرف سے کھلم کھلا تبلیغ کا حکم ہوا۔

۴۵ سنہ پیدائش ۵ سنہ نبوت اسلام قبول کرنے کی وجہ سے کافروں نے

مسلمانوں کو بہت ستانا اور دکھ دینا شروع کر دیا تو آپ کی اجازت (اور اس طرح اللہ کی مرضی) سے نبوت کے پانچویں سال بارہ مرد اور پانچ عورتوں نے حبشہ کو ہجرت کی۔

اسلام میں پہلی ہجرت

ہجرت حبشہ ہی اسلام میں پہلی ہجرت کے نام سے موسوم ہے۔ ان مہاجرین میں آپ کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ اور ان کے شوہر حضرت عثمان رضؓ بھی تھے۔ یہ لوگ بندرگاہ شعیبیہ سے جہاز پر حبشہ گئے (اللہ کی شان کہ انھیں حضرت عثمانؓ کی خلافت کے زمانے میں جب سب سے پہلا اسلامی جہازی بیڑہ تیار ہوا تو ۲۷ھ میں جدّہ کو بندرگاہ قرار دیا گیا)۔

۵ نبوت کی ہجرتِ حبشہ میں حضرت جعفر ابنِ ابی طالب کی تقریر سن کر وہاں کا بادشاہ وقت جس کا لقب نجاشی (NEGUS) تھا مسلمان ہو گیا، ۲۷ رجب ۵ نبوت ۴۵ پیدائش کو معراج ہوئی اور آپ کو وہ درجہ ملا جو کسی کو نہیں ملا

بہ مقامے کہ رسیدی نہ رسید ہیچ نبی

۴۶ پیدائش ۶ نبوت

اصحمہ دوسرا نجاشی جو غالباً پہلے مسلم نجاشی کے بعد ہوا مسلمان ہو گیا، اسی سال پہلے حضرت حمزہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور دودھ شریک بھائی ایمان لائے اور ان کے تین دن بعد حضرت عمر رضؓ ایمان لائے ۲

۴۷ پیدائش ۷ نبوت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں اور بنی ہاشم جو آپ کے ہمدرد تھے اگرچہ اسلام نہ لائے تھے کے ساتھ قریش کو اتنی دشمنی ہو گئی

---

۱ (بعض لوگوں کے نزدیک ۲۷ رجب ۱۰ نبوت تاریخ معراج ہے ۲۷ رجب ۵ نبوت کے حساب سے معراج وسط جنوری ۶۱۴ء میں ہوئی اور ۱۰ نبوت کو مانیں تو ۱۹، ۲۲ مارچ ۶۱۹ء ہو گی)۔

۲ (حضرت عمر رضؓ ایمان تو لائے ۶ برس بعد مگر اللہ کی شان وہ صدق و اخلاص و مرتبہ دینی ملا کہ ابوبکر صدیقؓ کے بعد السابقون الاولون کے سردار کے شانہ بشانہ کھڑے ہو گئے اور عشرہ مبشرہ میں بھی آ گئے)

کہ آپس میں ایک اقرار نامہ تیار ہو گیا کہ بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کا بالکل بائیکاٹ کر دیا جائے۔

سنہ ۴۷ - ۵۰ پیدائش سنہ ۷ - ۱۰ نبوت

اس اقرار نامے کے بعد ابو لہب کے سوا جو دشمنوں کا دوست تھا سارے بنی مطلب اور بنی ہاشم مومن اور غیر مع ابو طالب کے ایک پہاڑ کی گھاٹی میں گھیرے میں رہے آنے جانے کا راستہ، کھانے پینے کا سامان سب بند تھا اس کو شعب ابی طالب کی محصوری کہتے ہیں۔ اسی زمانے میں آپؐ نے ۸۳ مرد اور بارہ عورتوں کے دوسرے قافلے کو حبشہ ہجرت کرنے کی اجازت دی۔ انھیں مہاجرین میں یمن کے مسلمان شامل ہو گئے جن میں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بھی مع اپنی قوم کے تھے۔

سنہ ۱۰ نبوت

تقریباً تین سال شعب ابی طالب کے گھیرے میں رہنے کے بعد اس اقرار نامے کو دیمک کھا گئی اور بعض مخالفین بھی جو اقرار نامے میں شامل تھے اسے ختم کرنے پر آمادہ ہو گئے اور اس طرح اس محصوری کی بلا کا خاتمہ ہو گیا۔

سنہ ۵۰ پیدائش سنہ ۱۰ نبوت

نصف ماہِ شوال میں ابو طالب کا انتقال ہو گیا تین دن بعد جناب ام المومنین خدیجہؓ ۲۴ - ۲۵ سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کر کے جنت کو سدھار گئیں، ابو طالب مسلمان نہ تھے مگر آپؐ کے اور مسلمانوں کے ہمدرد تھے اور ہماری ماں بی بی خدیجہؓ ساری دنیا میں آپؐ کی سب سے پہلے تصدیق کرنے والی، آپؐ کی سچی شریکِ زندگی اور آپؐ پر اپنا مال لٹا دینے والی بیوی تھیں، آپؐ کو دونوں کی جدائی کا غم ہوا اور آپؐ کی وجہ سے سارے مسلمانوں کو غم ہوا اس لئے اس سال کا نام "عام الحزن" غم کا سال پڑ گیا۔

سنہ ۱۰ نبوت

اسی زمانے میں آپؐ طائف تبلیغ اسلام کے لئے تشریف لے گئے

زید بن حارثہ ساتھ تھے۔ شوال سنہ۱۰ نبوت کا مہینہ تھا۔ طائف والوں نے بہت ستایا اور ایک مہینہ بعد آپؐ وہاں سے لوٹے تو اس حال میں کہ پائے مبارک زخمی اور ٹخنوں تک لہولہان تھے۔ ان کے ستانے اور زخم پہنچانے کے باوجود آپؐ نے طائف والوں کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ اسی سال سنہ۱۰ نبوت میں ام المومنین حضرت سودہ آپؐ کے نکاح میں آئیں۔

سنہ پیدائش ۵۱ سنہ ۱۱ نبوت (یثرب) مدینہ کے چھ آدمی حج کے زمانہ میں مکہ آئے اور اسلام قبول کیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ سے آپؐ کا نکاح ہوا۔

سنہ پیدائش ۵۲ سنہ ۱۲ نبوت سنہ ۱۲ نبوت کے موسم حج میں یثرب کے بارہ آدمی ایمان لائے اور احکام خاص پر بیعت کی اور تعلیم اسلام کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعب بن عمیرؓ کو ان کے ساتھ کر دیا اس بیعت کو بیعت عقبہ اولیٰ کہتے ہیں۔

مصعب مکّے کے بڑے خوبصورت، خوش پوشاک اور شوقین نوجوانوں میں تھے اور مالدار ماں باپ کے گھر پیدا ہوئے تھے اسلام لاتے ہی ماں باپ جان کے دشمن ہو گئے۔ مدینے میں تبلیغ اُس شان اور آن بان سے کرتے تھے کہ کندھے پر کمبل کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہوتا تھا جسے سامنے کی طرف ببول کے کانٹوں سے اٹکا لیا کرتے تھے۔

سنہ پیدائش ۵۳ سنہ ۱۳ نبوت سنہ ۱۳ نبوت کے زمانہ حج میں ایک بڑا قافلہ یثرب سے آیا مصعب بن عمیرؓ کی تعلیم دلوں کو گرما چکی تھی۔ ستر بہتر مرد اور عورتوں نے یثرب کے مسلمانوں کی نمائندگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری دی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یثرب آنے کی دعوت دی۔ اس دعوت کی

ساری ذمہ داریاں ان کو سمجھا دی گئیں اور یہ پاک گروہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاں بلا کر سارے عالم سے اللہ رسول کے لئے مقابلہ کرنے کو تیار ہو گیا۔ اس گروہ میں سے آپؐ نے بارہ آدمیوں کو نقیب محمدیؐ کا منصب عطا فرمایا اور یوں ارشاد فرمایا کہ تم لوگ یثرب میں تبلیغ کرو۔ میں ابھی مکے ہی میں قیام کروں گا۔

ساری نمائندہ جماعت نے جاں نثاری اسلام کی بیعت دستِ مبارک پر کی۔ اس بیعت کا لقب بیعتِ عقبہ ثانیہ ہے۔

اس کے بعد حضورؐ نے اپنے اصحاب کو مدینے ہجرت کرنے کی صلاح اور اجازت دی اور بہت سے مسلمان یکے بعد دیگرے اللہ کے نئے پیارے شہر کی طرف ہجرت کر گئے ان مہاجرین میں حضرت عمر فاروق رضؓ بھی تھے۔

۵۳ سنہ پیدائش
۱۳ سنہ نبوت

اب مکہ میں صرف گنتی کے مسلمان رہ گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ ممتاز ہستیوں میں ابوبکر صدیق رضؓ اور علی مرتضیٰ رضؓ تھے۔ قریش نے بے یار سمجھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے مشورے شروع کئے اور وقت طے کر لیا ادھر اللہ نے وحی کے ذریعے آپؐ کو کافروں کے ارادۂ بد کی خبر بھی دے دی اور حکم ہجرت بھی دیا، آپ بہ نفس نفیس ہجرت کرنے کے لئے صریح حکم الٰہی اور وحی کے منتظر تھے ۲۷ صفر سنہ ۱۳ نبوت مطابق سنہ ۵۳ پیدائش جمعرات کے دن (شمسی حساب سے ستمبر ۶۲۲ء کی بارہویں تاریخ کو) بوقت شب آپؐ حضرت علی رضؓ کو اپنے بستر پر لٹا کر گھر سے باہر نکل گئے کافر تاک میں بیٹھے تھے۔ اللہ کی قدرت نے سب کو ایسا اندھا کر دیا کہ کسی نے دیکھا ہی نہیں اور آپ بے کھٹکے تشریف لے گئے اپنے گھر سے ابوبکر رضؓ کے گھر گئے وہاں سے ان کو ساتھ لے کر غارِ ثور کی طرف تشریف لے گئے۔

سنہ ۵۳ پیدائش سنہ ۱۳ نبوت | غارِ ثور میں آپؐ نے تین دن بسر فرمائے۔

ابو بکر رضؓ آپؐ کے ساتھ تھے۔ اِن تین دنوں میں ابو بکر رضؓ کے بیٹے عبد اللہ رات کو چھپ کر آتے اور مکے والوں کی خبریں سناتے تھے۔ ابو بکر رضؓ کی بیٹی اسماءؓ رات ہی میں کھانا پہنچاتی تھیں اور ابو بکر رضؓ کے بیٹے عبد اللہ کے غلام عامر بن فہیرہ نے روزانہ غار کے قریب تک ابو بکر رضؓ کے خاندان کی بکریاں چرانی شروع کر دیں۔ عرب کے لوگ قدموں کے نشان سے سراغ رسانی کرتے تھے بکریوں کے چرنے سے وہ نشان مٹ جاتے تھے اور بقدرِ ضرورت اِن مبارک اور اللہ کے پیارے غار نشینوں کو دودھ بھی مل جاتا تھا[۱]

۱۳ سنہ نبوت
۱ سنہ ہجری

غارِ ثور سے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صاحب (صاحب بمعنی دوست اور ساتھی۔ قرآنِ پاک میں یہی لفظ آیا ہے) خوش قسمت اور بہرحال رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فدائی ابو بکر رضؓ تیسرے دن اس شان سے روانہ ہوئے کہ وہی عامر بن فہیرہ جو بکریاں چراتے تھے غار کے پاس دو اونٹنیاں لے کر پہنچے جو حضرت ابو بکر رضؓ نے پہلے ہی اس سفر کے لئے خاص طور پر نامزد اور پال رکھی تھیں ایک شخص عبد اللہ بن الاریقط راستہ بتانے کے لئے اُجرت پر ساتھ تھا وہ آگے آگے اور اللہ کے پیارے رسول اور اُن کے پیارے ساتھی دو اونٹنیوں پر پیچھے پیچھے ابو بکر رضؓ نے اپنے ساتھ عامر بن فہیرہ کو بھی خدمت کے لئے بٹھا لیا[۲]

---

[۱] بعض بزرگوں کی تحقیق کے مطابق آپ ۲۹ صفر یا یکم ربیع الاوّل کو غارِ ثور میں پہنچے اور تیسرے دن ۴ ربیع الاوّل دوشنبہ کو آگے چلے۔

[۲] ہجرت میں ساری رفاقت اور خدمت ابو بکر رضؓ اور خاندانِ ابو بکر رضؓ ہی کی نظر آتی ہے یہ بھی ایک عجیب بات ہے ابو بکر رضؓ کا نام عبد اللہ، عامر بن فہیرہ کے مالک کا نام عبد اللہ جو ابو بکر رضؓ کے بیٹے تھے اور راہبر ابن الاریقط کا نام عبد اللہ اِس قافلے کے سید وہ سید جن کی سب سے بڑی تعریف اُن کا "عبد" ہونا ہے اُن کے پدر بزرگوار کا نام بھی عبد اللہ تھا اور خود کائنات میں سب سے افضل عبد اللہ ہیں۔

۱۳ سنہ نبوت
۱ سنہ ہجری

۸ ربیع الاول ۱۳ سنہ نبوت کو پیر کے دن (تقریباً انگریزی تاریخ ۲۳ ستمبر ۶۲۲ سنہ کو) آپ مدینے کے قریب ایک مقام پر پہنچے جس کا نام قباء ہے اور سب سے پہلی اسلامی مسجد یہاں آپ کے حکم سے بنی۔ یہاں چند روز قیام فرمایا۔ ربیع الاول کا مہینہ تھا[1]

جمعہ کے دن آپ یثرب کو تشریف لے گئے۔ ابو ایوب انصاری کے مکان کے سامنے آپ کی اونٹنی بحکم خدا ٹھہر گئی آپ وہیں رک گئے اور ابو ایوب کے مہمان ہوئے۔ اونٹنی کے بیٹھنے کی جگہ بعد کو مسجد نبوی بنی۔

یثرب کا نام اب مدینۃ النبی (نبی کا شہر) ہو گیا اور اس دن پہلی جمعہ کی نماز وہاں پڑھی گئی۔ شوال ۱ سنہ ہجری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہوئی۔

۱ اور ۲ سنہ ہجری

مدینے پہنچ کر آپ نے ایک معاہدہ "میثاق مدینہ" "درمیان محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین اور انصار اور دیگر باشندگانِ مدینہ" مرتب فرمایا جس میں آپس میں امن و صلح سے رہنے اور دوست کی دوست قوموں کے ساتھ دوست کی طرح برتاؤ کرنے کا اقرار ہوا اور اس معاہدہ کی سلامتی اور توسیع کے لئے آپ برابر ترغیب و سعی فرماتے رہے۔ مسلمانوں کا آپ کی سیادت میں مامون ہو کر جم جانا ان کی ایک نمایاں اور قابلِ لحاظ حیثیت ہو جاتا اور انھیں ایک مرکز نصیب ہو جانا قریش کو بہت ہی گراں تھا اور وہ ہر ممکن طریقہ سے جوڑ توڑ کر کے مسلمانوں سے دوسروں کو

[1] کتنے دن قبا میں ٹھہرنا ہوا، اس میں اختلاف ہے ۳ یا ۵ یا ۱۴ یا ۲۲ دن تک کا قیام کہا گیا ہے واللہ اعلم

بھڑا دینا اور اس طرح بے سروسامانی میں مسلمانوں کی جمعیت کو تتر بتر کر دینا اور قوت کو توڑ دینا چاہتے تھے۔ ان حالات کے ہوتے ہوئے اللہ بزرگ و برتر نے مسلمانوں کو جہاد کی اجازت دی جس کی ابتداء دفاعی اور بچاؤ کی جنگ کی صورت سے ہوئی اور ساری لڑائیاں صرف اسی صورت میں ہوئیں۔ جہاں مسلمانوں نے پہل کی وہاں بھی مقصد اپنی بچت ہی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جو لڑائیاں ہوئیں ان میں جن میں آپؐ خود بہ نفسِ نفیس شامل تھے۔ ان کا لقب غزوہ ہے اور جن میں آپؐ نے کسی صحابی کو سردار بنا کر بھیجا اس کو سریہ کہتے ہیں اور جمع سریہ کی سرایا ہے۔ (غزوہ کی جمع) غزوات ہے، ان کی تعداد کل ۲۳ ہے جن میں صرف نو ۹ میں جنگ کی نوبت آئی اور سرایا کی تعداد ۴۳ ہے۔

اللہ کی یہ شان دیکھئے کہ سارے غزوات اور سرایا میں باوجود تعداد میں مسلمانوں کے کم ہونے کے، باوجود ساری بے سروسامانی کے فتح عموماً ہمیشہ ہی مسلمانوں کی رہی۔ البتہ غزوۂ اُحد میں مسلمانوں کی تیر انداز جماعت آپؐ کے حکم پر غلطی سے قائم نہ رہی اور مسلمان جیت کے بعد ہار میں پڑ گئے اور حنین میں جب مسلمان اپنے آپ کو کافی تعداد میں دیکھ کر اللہ کی نصرت اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت پر نظر کرنے کے بجائے کثرت پر بھول سے بھول گئے کچھ ہار رہی مگر پھر وہ جیت ہی پر ختم ہوئی۔

غزوات و سرایا

سنہ ۱۳ نبوت — سنہ ۱ ہجری

ہجرت کے ساتویں مہینے رمضان المبارک میں حضرت حمزہؓ ۳۰ مہاجرین کی معیت میں قریش

کے ایک گروہ کے خلاف گئے۔ لڑائی نہیں ہوئی اس کا نام سریۂ حمزہ (امیر کے نام سے) یا سریۂ سیف البحر (مقام کے نام سے) ہے۔

شوال سنہ ۱ھ میں عبیدہ بن الحارث کی امارت میں ۶۰ آدمیوں کو بطن رابغ کی طرف ابو سفیان کے خلاف بھیجا گیا اس مہم میں پہلا تیر جو اسلام کی طرف سے کفار پر چلایا گیا۔ سعد بن ابی وقاص کے ہاتھ سے اس کی ابتدا ہوئی۔ مگر لڑائی بہرحال نہیں ہوئی، اس کا نام سریۂ عبیدہ یا سریہ رابغ ہے۔

سنہ ۱۴ نبوت سنہ ۲ ہجری

غزوۂ ابواء یا ودان ۔ صفر سنہ ۲ ہجری میں

غزوۂ بواط ۔ ربیع الاول سنہ ۲ھ میں

غزوہ بدر اولیٰ ۔ ربیع الاول سنہ ۲ھ میں

غزوہ بدر کبریٰ رمضان سنہ ۲ھ

یہی مشہور بدر کی لڑائی ہے جس میں مسلمان ۳۱۳ تھے اور کافر بہ امارت ابوجہل ۱۰۰۰، کافروں کا لشکر پورے طور پر اس زمانے کے لحاظ سے ہتھیار، سواریوں اور دوسرے سامانِ جنگ سے تیار۔ اور ادھر مسلمانوں کے پاس صرف چند تلواریں ۲، ۳ گھوڑے اور ساٹھ اونٹ تھے۔ لڑائی کے درمیان حضور سر بسجدہ دعا میں مصروف تھے۔ ایک بار آپؐ نے تھوڑی سی کنکریاں مٹھی میں بھر کے کافروں کی طرف پھینکیں اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ دشمنوں پر ٹوٹ پڑیں۔ دشمن بُری طرح ہارے ان کے حوصلے ہمیشہ کے لئے پست ہو گئے۔ کفار کی فوج کے ستّر مشہور بہادر مارے گئے۔ دشمنوں کا سردار ابوجہل مارا گیا اور علاوہ ابوجہل کے عتبہ، شیبہ اُمیّہ بن خلف سارے دشمنی میں مشہور سردار فی النار ہوئے۔ بدر میں شریک ہونے والے مسلمانوں کا اللہ کے یہاں بڑا درجہ ہے۔ مسلمانوں میں ۶ مہاجر اور آٹھ انصاری کل ۱۴، آدمی شہید ہوئے۔

۲ ھ ہجری

غزوہ قینقاع شوال ۲ ھ ہجری میں غزوہ سویق ذی الحجہ ۲ ھ اور سرایا تین ہوئے ۔ سریۂ عبداللہ بن جحش رجب ۲ ھ ہجری میں، سریۂ عمیر رمضان ۲ ھ میں اور سریۂ سالم شوال ۲ ھ میں ۔

۳ ھ ہجری ۔ غزوہ غطفان

محرم ۳ ھ ہجری میں ۔

غزوۂ احد

شوال ۳ ھ ہجری میں پیش آیا ۔ اس غزوہ میں پہلے مسلمان جیت گئے مگر تیر اندازوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف پیچھے کی گھاٹی چھوڑ دی کافروں کو ادھر سے موقعہ مل گیا ۔ خالد بن ولید نے جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے اُدھر سے بڑا سخت حملہ کیا ۔ مسلمانوں کا بڑا نقصان ہوا خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دندانِ مبارک شہید ہوئے ۔ خود کی کڑی پیشانیٔ مبارک میں گھس گئی مگر آخر میں کفار مرعوب ہو کر چلے گئے اِن کو کوئی کامیابی نتیجۂ جنگ کے طور پر حاصل نہیں ہوئی ۔ ۷۰ مسلمان شہید اور ۴۰ زخمی ہوئے مسلمان لشکر ۶۵۰ کا تھا اور کافر ۲۸۰۰ پیادہ اور ۲۰۰ سوار کل ۳۰۰۰ ہزار تھے ۔

غزوۂ حمراء الاسد

لڑائی نہیں ہوئی دشمن بھاگ گئے ۔

سریہ محمد بن مسلمہ

یہ سریہ ۶ رشوال ۳ ھ ہجری میں ہوا ۔ کعب مسلمانوں کے خلاف یہودیوں کو بھڑکاتا تھا اُس نے جنگِ اُحد کے لئے قریش کو آمادہ کیا تھا، اس سریہ میں اس کے رضاعی بھائی محمد بن مسلمہ نے اُسے ختم کر کے داخل فی النار کر دیا ۔

سریہ زید بن حارثہ

جمادی الآخر ۳ ھ ہجری میں پیش آیا ۔ قریش کے تجارتی راستے پر سو آدمی بھیجے گئے ۔ ایک کافر پکڑ لیا گیا جو بعد کو مسلمان ہو گیا ۔

۴ ھ ہجری ۔ غزوۂ بنی نضیر

ربیع الاوّل ۴ ھ میں پیش آیا ۔ بنی نضیر شہر

مدینہ میں آباد تھے ۔معاہدہ کی خلاف ورزی میں بغاوت کی ۔ جلا وطن کئے گئے اور دُرہ خیبر میں جاکر آباد ہوئے ۔

غزوہ بدر صغریٰ ذی قعدہ ؁۴ھ میں پیش آیا ۔مقابلہ نہیں ہوا ۔

سریۂ ابو سلمہ یکم محرم الحرام ؁۴ھ میں ۔ مسلمانوں کی تیاری کی وجہ سے دشمن باوجود ارادہ مدینہ پر ڈاکہ نہ ڈال سکے ۔

سریۂ عبداللہ بن انیس ۵ ر محرم الحرام ؁۴ھ میں پیش آیا ۔سفیان ہذلی نے مسلمانوں کے خلاف جمعیت اکٹھا کی ۔عبداللہؓ نے پہنچ کر سفیان کو فی النّار کر دیا ۔

سریۂ منذر صفر ؁۴ ہجری میں ۔ عامر بن مالک مدینے آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی قوم کی اسلام پر آمادگی ظاہر کر کے ۷۰ مبلغ ساتھ لے گیا ،سب کو دھوکہ سے شہید کر دیا ،صرف ایک بزرگ عمرو بن امیہ الضمری بچ کے بھاگ آئے ۔

سریۂ منذر صفر ؁۴ ہجری میں ۔ یہاں بھی قبیلہ عصل کے لوگ فریب سے دس مبلغین کو لے گئے ۸ کو راستے میں شہید کر دیا ۲ کو مکے والوں کے سپرد کر دیا ، انھوں نے سولی پر چڑھا دیا ۴۰ دن نعشیں سولی پر رہیں ۔

؁۵ ہجری ۔غزوۂ ذات الرقاع ۱۰ ر محرم ؁۵ ہجری میں پیش آیا دشمن منتشر ہو گئے ۔

غزوۂ دومۃ الجندل ربیع الاول ؁۵ ہجری میں فوج بھیجی گئی ۔ مگر کوئی مقابلہ نہیں ہوا ۔

غزوۂ بنی المصطلق یا غزوۂ بنی مریسیع ۳ ر شعبان ؁۵ھ میں پیش آیا ۔دشمن کو شکست ہوئی مسلمانوں نے قیدی بھی چھوڑ دیئے ۔

غزوۂ خندق یا احزاب

ذی قعدہ ۵ھ میں پیش آیا۔ ابوسفیان نے ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ سرداران یہود کی سازش سے حملہ کرنا چاہا۔ مسلمانوں نے مدینے کے گرد خندق کھود کر بچاؤ کیا۔ ایک ماہ تک محاصرہ کرنے کے بعد دشمن ناکام واپس گیا۔

۶ھ ہجری۔ غزوات۔ غزوۂ بنی لحیان غزوہ غابہ یا ذی قرد

صلح حدیبیہ ۶ھ

۶ھ میں مکہ والوں سے معاہدہ ہوا اور صلح کے بعد واپسی ہوگئی۔

۶ھ ہجری میں سریہ محمد بن مسلمہ بجانب قرطاء

محرم ۶ ہجری میں پیش آیا۔ ثمامہ بن اثال سردار لشکر پکڑ لیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑ دیا اخلاق نبوی اور تعلیم محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھ کر مسلمان ہوگیا۔

سریۂ عکاشہ

ربیع الآخر ۶ھ ہجری میں پیش آیا۔ لڑائی نہیں ہوئی۔ دشمن دوسو اونٹ چھوڑ کر خود ہی بھاگ گیا۔

سریۂ محمد بن مسلمہ بجانب ذی القصّہ

ربیع الآخر ۶ھ ہجری میں پیش آیا۔ دس آدمی علم دین رکھنے والے ہدایت کے لئے بھیجے گئے وہ سو رہے تھے۔ بنو ثعلبہ کے سو آدمیوں نے ان سونے والوں کو شہید کر دیا محمد بن مسلمہ زخمی ہو کر بچ گئے۔

سریۂ زید بن حارثہ بجانب بنی سلیم

ربیع الآخر ۶ھ ہجری میں ایک عورت نے جھوٹی خبر دی کہ بنو سلیم ارادۂ بد رکھتے ہیں۔ مسلمانوں نے موقعہ پر چند آدمی گرفتار کر لئے ایک مارا گیا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو مع اس عورت کے رہا کر دیا۔

سریۂ عبد الرحمٰن بن عوف رضؓ

شعبان ۶ھ میں پیش آیا - اس کو سریۂ دومۃ الجندل بھی کہتے ہیں - عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ قبیلہ بنی کعب کی طرف تبلیغ کے لئے بھیجے گئے - سردار قبیلہ اصبغ بن عمرو کلبی اور بہت سے آدمیوں نے اسلام قبول کیا۔

سریۂ علی رضؓ

شعبان ۶ھ ہجری - اس سریہ کو سریۂ فدک بھی کہتے ہیں دو سو آدمی حضرت علی رضؓ کے ساتھ بھیجے گئے - خبر ملی تھی کہ مدینہ سے نکالے ہوئے یہودیوں کو (جو خیبر جا رہے تھے) بنو سعد بن بکر کا قبیلہ لڑائی پر ابھار رہا ہے اور ان کی مدد کرنے پر تیار ہے - دشمن بھاگ گیا، سو اونٹ، دو ہزار بکریاں مالِ غنیمت ملا۔

سریۂ زید بن حارثہ رضؓ بجانب بنو ثعلبہ

جمادی الآخرہ ۶ھ ہجری میں سریۂ طرف یا طرق بھی نام ہے - دشمن بھاگ گیا - ذی القصہ (سریہ محمد بن مسلمہ) کے مجرموں کو سزا دینے گئے تھے۔

سریۂ زید بن حارثہ رضؓ (سریہ وادی القری)

رجب ۶ھ ہجری میں پیش آیا حضرت زید گشت کے لئے گئے تھے دشمنوں نے حملہ کر دیا - ۹ مسلمان شہید ہوئے - ایک زخمی ہوا۔

سریۂ زید بن حارثہ رضؓ بجانب اُم قرفہ

سریۂ اُم قرفہ رمضان ۶ھ ہجری حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں قوم فزارہ (جس کی سردار ام قرفہ تھی) کے خلاف پیش آیا قرفہ کے کہنے سے بنو فزارہ نے زید بن حارثہ کے تجارتی قافلے کو لوٹ لیا تھا - اس وجہ سے یہ مہم بھیجی گئی تھی - اُم قرفہ اور اُس کی بیٹی کی گرفتاری عمل میں آئی - باقی سب بھاگ گئے۔

سریۂ عبد اللہ بن عتیک

ابو رافع یہودی کے سلسلے میں ۶ھ ہجری میں پیش آیا

سریۂ عبداللہ بن رواحہ
شوال ۶ھ میں پیش آیا ۔ اُسیر بن رزام سردار یہود کو لینے گئے تھے ساتھ ہو لیا مع تیس یہودیوں کے رات کو بدگمانی اور غلط فہمی سے لڑائی ہو گئی ۔ سب یہودی مارے گئے ۔

سریۂ کرز بن جابر رضؓ
شوال ۶ھ میں عکل اور عرینہ والے بیمار تھے ، علاج کے لئے اونٹوں کی چراگاہ میں بھیجد یئے گئے ۔ اچھے ہو گئے تو شتربان کو قتل کر دیا اور اونٹ پکڑ کر لے گئے ۔ پھر پکڑے اور مارے گئے ۔

سریۂ عمرو بن امیہ الضمری
شوال ۶ھ میں ابوسفیان نے ایک اعرابی کو حضورؐ کو قتل کرنے مدینہ بھیجا تھا مگر خود ہی بہ طیب خاطر وہ مسلمان ہو گیا۔[1]

۷ھ ہجری ۔ محرم ۷ھ غزوۂ خیبر مسلمانوں کو فتح مبین حاصل ہوئی ۔

غزوۂ وادی القریٰ
محرم ۷ھ ہجری ۳۸۲ آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے ۔ خیبر سے واپسی پر یہاں قیام ہوا ۔ یہاں کے یہودیوں نے لڑائی چھیڑ دی مگر تھوڑے مقابلے ہی سے ہار مان گئے ۔

سریۂ ابوبکر رضؓ
بجانب بنو کلاب ۔ دشمن بھاگ گئے ۔

سریۂ عمر
عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکردگی میں بھیجا گیا تھا ۔ دشمن تتر بتر ہو گئے ۔

سریۂ بشیر بن سعد
شوال ۷ھ میں بنی مُرّہ کے خلاف فدک کے قریب پیش آیا یہ لوگ خیبر والوں کے حلیف تھے ۔ خفیف سی لڑائی ہوئی ۔

سریۂ غالب بن عبداللہ
صفر ۸ھ سریۂ کدید بھی کہتے ہیں ۔ بنو ملوح کے خلاف خفیف سی لڑائی ہوئی ۔

---

[1] اسلام کے بعد یہ سریہ حضورؐ نے مکہ روانہ فرمایا تا کہ موقعہ ملنے پر ابوسفیان کو قتل کر دیں ۔

سریہ بشیر (۱) شوال ۷ھ میں پیش آیا، اس کو سریۂ بنی مرّہ بھی کہتے ہیں۔ فدک کے قریب خفیف سی جھڑپ ہوئی۔

سریہ بشیر (۲) شوال ۷ھ میں اہلِ فزارہ و عذرہ کے خلاف بشیر بن سعد بھیجے گئے مسلمان تیروں سے زخمی ہوئے، دو دشمن گرفتار ہوئے۔

۸ھ ہجری سریہ اخرم بنی سلیم کو دعوت سے روانہ ہوئے

موتہ، فتح مکہ، غزوہ حنین

سریۂ موتہ جمادی الاولیٰ ۸ھ میں تین ہزار مسلمان زید بن حارثہؓ کی امارت میں شرحبیل غسانی کی ایک لاکھ فوج کے مقابلہ میں بھیجے گئے کیونکہ حضورؐ کے سفیر کو اس نے قتل کر دیا تھا۔ زید، جعفر طیّار، عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم تین امیر یکے بعد دیگرے شہید ہوئے۔ تینوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نامزد کردہ تھے، پھر خالد بن ولید نے کمان لی، دشمن مرعوب ہو کر آخر میں بھاگ گیا۔

سریۂ شجاع ربیع الاوّل ۸ھ ہجری میں پیش آیا۔ بنو ہوازن سے لڑائی ہوئی کچھ اونٹ ...

سریۂ کعب ربیع الاول ۸ھ ہجری میں بنو قضاعہ کے خلاف پیش آیا۔ سب مسلمان شہید ہو گئے، شاید ایک صحابی بچے۔

سریۂ عمرو بن العاص جمادی الآخر ۸ھ میں پیش آیا۔ بنو قضاعہ مقیم ذات السلاسل مقابلہ نہ کر سکے اور وہ لوگ بھاگ گئے۔

سریۂ ابو عبیدہ بن الجراح رجب ۸ھ میں سمندر کے کنارے چند روز قریش کی توجہ ہٹانے کے لئے ٹھہرے پھر واپس آ گئے۔

سریۂ ابو قتادہ شعبان ۸ھ میں بنو غطفان مقیم خضرہ واقع نجد کے خلاف پیش آیا۔ اور مقابلہ کی تاب نہ لا کر دشمن بھاگ گیا۔

سریۂ خالد رمضان ۸ھ بت خانہ عزّیٰ گرانے گئے تھے، عزّیٰ بنو کنانہ کا بت تھا، خالد رضؓ نے جا کر اُس کو توڑ دیا۔

سریۂ خالد — شوال ۸ھ۔ بنو خزیمہ کے خلاف خالد رضؓ گئے۔ وہ لوگ اسلام لا چکے تھے۔ خالد رضؓ نے غلطی سے کچھ آدمی قتل کر دیئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ناخوش ہوئے اور مقتولین کا خون بہا ان کے وارثوں کو ادا کیا گیا۔

سریۂ طفیل بن عمرو دوسی }
سریۂ قطبہ } ۸ھ ہجری

فتح مکہ — رمضان المبارک ۸ھ ہجری

غزوۂ حنین — شوال ۸ھ ہجری

غزوۂ طائف — شوال ۸ھ ہجری

۹ھ ہجری۔ غزوۂ تبوک — رجب ۹ھ ہجری میں خبر ملی کہ ہرقل مدینے پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ بسرحد یہ ۳۰۰۰۰ کی جمعیت کے ساتھ حضورؐ گئے۔ دشمن کو آگے بڑھنے کی ہمت ہی نہ ہوئی۔

سریۂ علقمہ

سریۂ علی رضؓ — بنو طے کے خلاف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو چھوڑ دیا اور سفانہ دختر حاتم طائی کو عزت سے رخصت کیا۔

سریۂ عکاشہ

۱۰ھ ہجری سریۂ خالد بن ولید بجانب نجران

سریۂ علی بسوئے یمن

۱۱ھ ہجری۔ تیاری سریۂ اسامہ

نوٹ:۔ جن سرایا کی تفصیل نہیں ہے ان کی صورت یہ ہے کہ کوئی اہم واقعہ پیش نہیں آیا (ایک آدمی، دو آدمی تبلیغ یا دریافت حال کے لئے بھیجے گئے ہیں) مورخین نے اس کو بھی ترتیب اور تعین واقعہ کے لئے سریہ کا لقب دے دیا ہے۔

دیگر واقعات

۱ سنہ ہجری: فرض نمازوں میں دو رکعتوں کا اضافہ ہوا۔ سفر کے لئے دو رکعتیں باقی باقی رہیں۔ قیام کی صورت میں ظہر، عصر اور عشاء کی چار رکعتیں مقرر ہوئیں۔

۲ سنہ ہجری: اذان جواب رائج ہے رائج کی گئی۔

امام یہود عبد اللہ بن سلام اور سلمانِ فارسی ایمان لائے۔

تحویل قبلہ: نماز پہلے ہی فرض تھی، مکہ میں تیرہ سال نماز بیت المقدس کی طرف منہ کرکے پڑھی گئی۔ مدینہ پہنچ کر سترہ مہینے کے بعد بحکم الٰہی مسلمانوں کا قبلہ کعبہ شریف ہوگیا۔

غزوہ بدر اسی سنہ میں ہوا۔

۲ سنہ ھ ہی میں زکوٰۃ فرض ہوئی۔

وفات سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا۔

رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے۔

ماہ ذی الحجہ میں جناب فاطمہ رضؓ کا عقد حضرت علی رضؓ سے ہوا۔

۳ سنہ ہجری: رمضان ۳ سنہ ہجری میں حضرت حسن رضؓ پیدا ہوئے۔

شعبان میں حضرت حفصہ رضؓ اور رمضان میں زینب بنت خزیمہ رضؓ آپ صؐ کے نکاح میں آئیں۔ اسی سال میں حضرت ام کلثوم رضؓ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عقد حضرت عثمان رضؓ سے ہوا۔ حضرت رقیہ رضؓ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دوسری صاحبزادی حضرت عثمان رضؓ کو منسوب ہوئیں۔ اسی لئے وہ ذوالنورین' دو نوروں والے، کے لقب سے ملقب و مشرف ہوئے اور ان کے علاوہ دنیا میں کسی کو یہ شرف نہیں حاصل ہوا کہ نبی کی ۲ دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے اس کے نکاح میں آئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ ان کے نکاح کے وقت حضرت جبرئیل کھڑے ہیں اور مجھ سے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا

حکم ہے کہ میں اُم کلثومؓ کا عثمان بن عفانؓ سے عقد کر دوں۔

سنہ ۴ ہجری: شراب مطلقاً حرام کر دی گئی۔ شعبان سنہ ۴ھ میں حضرت حسینؓ پیدا ہوئے اور جمادی الآخرہ سنہ ۴ھ اور بعض کے قول کے مطابق سنہ ۳ھ میں جناب اُم سلمہؓ آپؐ کے نکاح میں آئیں۔

سنہ ۵ ہجری: بعض روایتوں سے سنہ ۵ھ میں حج فرض ہوا اور بعض سے سنہ ۹ھ میں شعبان سنہ ۵ ہجری میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا اور ذیقعد سنہ ۵ھ میں زینبؓ بنت جحش آپ کے عقد میں آئیں۔

سنہ ۶ ہجری: (۱) ذی قعدہ سنہ ۶ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کا احرام باندھ کر مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ مکہ معظمہ روانہ ہوئے۔ حدیبیہ جس کا فاصلہ مکہ سے ۱۹ میل ہے وہاں رک گئے۔ حضرت عثمانؓ کو قریش کے پاس گفت وشنید کے لئے بھیجا مکہ والوں نے حضرت عثمانؓ سے کہا آپ عمرہ کر لیں ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نہ آنے دیں گے۔ حضرت عثمانؓ نے انکار کر دیا۔ حدیبیہ میں یہ خبر اُڑ گئی کہ حضرت عثمانؓ شہید کر دیئے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ببول کے ایک درخت سے تکیہ لگا کر نشست فرمائی اور سب مسلمانوں سے اللہ کے لئے لڑنے مرنے پر بیعت لی۔ اس بیعت کا نام بیعت رضوان ہے۔ قرآن میں اس کی تعریف آئی ہے لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ ..... حضرت عثمانؓ کی شہادت مشکوک تھی۔ آپؐ نے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ پر عثمانؓ کی طرف سے بیعت کی۔ آخر میں کفار مکہ سے ان شرائط پر صلح ہو گئی کہ مسلمان اس وقت واپس جائیں۔ آئندہ سال صرف تین دن قیام کر کے چلے جائیں۔ ہتھیار لگا کر نہ آئیں تلوار ساتھ ہو تو میان میں رکھیں مکہ سے کسی مسلمان کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں اور کوئی مسلمان مکہ میں رہنا چاہے تو منع نہ کریں۔ کوئی مکہ سے مدینہ چلا جائے تو واپس کر دیں کوئی مدینہ سے مکہ چلا جائے تو نہ واپس کیا جائے۔

شرائط بہ ظاہر مغلوبانہ اور مسلمانوں کے خلاف تھیں مگر بحکم الٰہی آپ نے منظور کرلیں اس صلح کی برکات بعد کے واقعات سے کھل گئیں، دس برس کے لئے یہ صلح ہوئی۔ اسی سنہ ۶ھ میں حضرت اُم حبیبہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئیں۔

(۲) صلح حدیبیہ کی وجہ سے راستہ مامون ہو گیا اور قریب کے جھگڑوں سے کچھ اطمینان ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے بادشاہوں کو اسلام کی دعوت دینے کا ارادہ فرمایا چنانچہ:

(ا) عمرو بن اُمیہؓ کو اصحمہ نام نجاشی بادشاہ حبشہ کی طرف بھیجا اس نے نامۂ مبارک کو آنکھوں سے لگایا۔ تخت سے اُتر کر زمین پر بیٹھ گیا اور بڑے شوق و رغبت سے اسلام قبول کیا۔

اصحمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارک ہی میں انتقال کر گیا۔

(ب) دحیہ کلبی کو ہرقل بادشاہِ روم کے پاس بھیجا۔ اسے بھی کتب سابقہ کی شہادتوں سے ثابت ہو گیا کہ آپؐ نبی برحق ہیں، اسلام لانے کا ارادہ بھی کیا مگر رعیت کی برہمی، بادشاہت کی لالچ، مال اور جاہ کی محبت کے سبب اس نعمت سے محروم رہا۔

(ج) عبد اللہ بن حذافہ کو کسرٰی پرویز کج کلاہِ ایران کی طرف روانہ فرمایا، اس احمق نے نامۂ مبارک کے ساتھ گستاخی کی اور پھاڑ کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ جب آپ کو اس کے اس بے ادبانہ طرزِ عمل کی اطلاع ہوئی تو آپؐ نے فرمایا کہ اس نے میرے خط کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ اللہ نے اس کی سلطنت کو پارہ پارہ کر دیا۔ کچھ ہی زمانہ کے بعد خود اس بدبخت کے لڑکے نے اسے قتل کر دیا اور سلطنت اس کی بالآخر جناب عمر فاروق کے زمانے میں مسلمانوں کے قبضے میں آ گئی۔

(د) حاطب بن ابی بلتعہ نامۂ مبارک لے کر مقوقسِ مصر کے پاس گیا، اُس نے بھی اسلام کی حقانیت کو قبول کیا۔ پیامبر کے ساتھ بہت ہی اچھا برتاؤ کیا اور

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کچھ تحفے بھیجے جس میں ماریہ قبطیہ بھی تھیں جو حرم رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہونے کی عزت سے ممتاز ہوئیں اور ان کے بطن سے آپ کے ایک صاحبزادے جناب ابراہیم پیدا ہوئے جو تھوڑی عمر ہی میں انتقال کر گئے۔

(۷) عمرو بن عاص کو بادشاہان عمان جیفر اور عبید دونوں کے پاس بھیجا ان کو بھی یقین ہو گیا کہ اسلام سچا مذہب اور حضور نبیؐ برحق ہیں۔ دونوں مسلمان ہو گئے۔

زمانۂ بعد حدیبیہ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ امن و امان کی بدولت تبلیغ اسلام خوب اور بہت کامیاب ہوئی۔ خالد بن ولید جنھیں بعد کو حضورؐ کی زبانِ مبارک سے "اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار" کا لقب ملا اور جو ذاتی بہادری اور فوجی انتظام کی قابلیت میں اپنے زمانے میں شاید اپنی نظیر نہ رکھتے تھے اللہ نے خود بخود ان کے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی۔ مکّہ سے چلے کہ مدینہ جا کے شرفِ ایمان سے مشرف ہوں۔ راستے میں عمرو بن عاص ملے (جن کے ہاتھ پر مصر فتح ہوا) وہ بھی اسی ارادے سے مدینہ تشریف لے جا رہے تھے بہر صورت بہ توفیقِ الٰہی یہ دونوں فاتح بھی حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے۔

۷ھ ہجری: محرم یا جمادی الاولیٰ میں خیبر فتح ہوا۔ اسی لڑائی میں حضرت علیؓ نے اکیلے بابِ خیبر جسے ستّر آدمی نہ ہلا سکتے تھے اکھاڑ لیا۔ یہودِ فدک نے صلح کی۔

صلح حدیبیہ میں جو عمرہ ادا نہیں ہوا تھا اور کفّارِ مکّہ سے یہ معاہدہ ہوا تھا کہ آئندہ سال عمرہ ادا کریں گے اور تین دن سے زیادہ نہ ٹھہریں گے۔ حسب معاہدہ آپؐ مع رفیقوں کے تشریف لے گئے اور پابندی معاہدہ کے ساتھ عمرۂ قضا ادا کیا، اور جمادی الآخر ۷ھ میں جناب صفیہؓ اور ذی قعدہ ۷ھ میں جناب میمونہؓ عقدِ رسولؐ میں آئیں۔

۸ھ ہجری: بیت المقدس سے دو منزل کے فاصلے پہ ایک شہر بلقا ء تھا اس کے گرد و نواح میں ایک مقام تھا موتہ یہاں مسلمانوں اور رومیوں سے جنگ ہوئی سبب یہ تھا

کہ عمرو بن شرحبیل شاہ روم کی طرف سے بُصریٰ کا گورنر تھا اس ظالم نے حارث بن عمرو کو جو رسولؐ کے قاصد تھے قتل کر دیا حضورؐ نے ۳ ہزار کا لشکر بھیجا۔ زیدؓ بن حارثہ، جعفر طیار، عبداللہ بن رواحہ ایسے جلیل القدر صحابی اور بہادر اس میں شہید ہوئے، رومیوں کا لشکر ڈیڑھ لاکھ کا تھا مگر یہ اللہ والے جمے اور ڈٹے رہے جو تینوں امیر شہید ہوئے ان کو یکے بعد دیگرے حضورؐ نے نامزد کیا تھا آخر میں لشکر کی کمان حضرت خالد بن ولید کے ہاتھ میں آئی اور اللہ کی شان کہ رومیوں کا ٹڈی دل خود ہی پسپا ہو گیا۔

حدیبیہ میں جو صلح ہوئی کفار مکہ نے اس کی خلاف ورزی کی۔

۱۰ رمضان المبارک ۸ھ بروز چہار شنبہ عصر کے بعد دس ہزار کی جماعت کے ساتھ آپؐ مدینہ طیبہ سے نکلے مکہ پر بلا مقابلہ قبضہ ہو گیا۔ حرم میں آپؐ قتال نہیں کرنا چاہتے تھے کفار کے جواب میں اللہ نے اجازت مقابلہ کی دیدی تھی۔ ۲۰ رمضان المبارک کو جمعہ کا دن تھا۔ جب آپؐ نے کعبہ شریف کا طواف کیا اور اللہ کا گھر ۳۶۰ بتوں سے صاف ہوا فتح مکہ کے بعد انصار کو محبت کی اس شدت سے جو انھیں حضورؐ کے ساتھ تھی، یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ اب اصلی وطن مرکز عرب اور بیت اللہ کا شہر حضورؐ اور مسلمانوں کے لئے مامون ہو گیا ایسا نہ ہو کہ اب مدینہ حضورؐ کے مبارک وطن اقامت اور قیام گاہ ہونے سے محروم ہو جائے۔ انصار بہت غمگین تھے سن گن آپؐ تک پہنچی تو فرمایا نہیں۔

تم میرے بلا شک میں بلا شبہ تمہارا

اب ہماری موت و حیات تمہارے ساتھ ہے انصار کو منہ مانگی مراد ملی۔ باغ باغ ہو گئے۔

پندرہ دن مکہ میں ٹھہرنے کے بعد آپؐ مدینۃ النبی کو واپس تشریف لے گئے۔

غزوۂ حنین شوال ۸ھ ہجری ۲۱ سنہ نبوت : فتح مکہ کے بعد عرب عام طور پر دائرۂ اسلام میں آ گئے البتہ دو قبیلے ہوازن اور ثقیف غیرت قبائلی اور عصبیت قومی کی بنا پر مطیع نہ ہوئے اور لڑائی پر کمر باندھ کر مکہ معظمہ کی طرف بڑھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے جلوہ میں ہزار صحابہ ان کے مقابلہ کے لئے چلے جس میں دس ہزار تو مہاجرین و انصار تھے اور دو ہزار وہ تھے جو فتح مکہ میں مسلمان ہوئے تھے۔

۶ شوال ۸ھ کو لشکرِ اسلام روانہ ہوا اور وادی حنین میں پہنچا تو دشمن پہاڑ کی گھاٹیوں میں چھپا ہوا تھا فوراً مسلمانوں پر ٹوٹ پڑا، یہاں فوج ابھی مثل فوج سفر ہی تھی، جنگ کے لئے ترتیب اور صف بندی بھی نہ ہوئی تھی ادھر غیبی تنبیہ کا سامان یوں اور اس طرح ہوا کہ مسلمانوں کے دل میں اس خیال سے اطمینان پیدا ہوا کہ آج تو ہم بارہ ہزار ہیں۔ قرآن کریم میں ہے "وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ" فتح و نصرت اللہ کے ہاتھ ہے قلت و کثرت پر موقوف نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے دل میں سے اس قسم کے نامتوکلانہ اور نامسلمانہ خطرات کو دور کرنے کے لئے پہلے ہی پسند فرمایا کہ کچھ چوٹ لگ جائے اور ہار نہیں تو ہار کی سی صورت پیدا ہو جائے۔ پہلے تو اگلے حصے کے لوگوں کے پاؤں اکھڑ گئے مگر پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے حضرت عباس نے ایک للکار جو دی تو اکھڑے ہوئے پاؤں جم گئے۔ میدان جنگ کا نقشہ بدل گیا، اور دشمن شکست کھا کر بھاگ گئے۔ چار مسلمان اور ۷۰ سے زیادہ کافر مارے گئے۔

غزوۂ طائف: اس کے بعد آپ طائف کی طرف بڑھے جو ہوازن اور ثقیف کا مرکز تھا۔ ۱۸ دن تک طائف کا محاصرہ رہا، پھر آپ بلا لڑائی واپس ہوئے۔ راستے ہی میں تھے اور مدینے ابھی نہیں پہنچے تھے کہ جعرانہ میں ہوازن کے لوگ ملے اور اپنے حنین کے قیدیوں کی رہائی کی درخواست کی۔ آپ نے منظور فرما کر رہا کر دیا۔

جب آپ مدینہ شریف پہنچ گئے تو پہنچنے کے کچھ ہی دن بعد طائف والے وفد بھیج کر اور خود درخواست کر کے داخلِ اسلام ہو گئے۔

ذی قعدہ ۸ھ ہجری : جعرانہ سے آپؐ عمرہ کرنے مکّہ گئے اور عمرہ کر کے ۲۴ ذی قعدہ ۸ھ کو مدینے میں داخل ہوئے اسی ۸ھ میں حضرت زینبؓ بنت رسولؐ نے وفات پائی۔

۹ھ ہجری : طائف سے واپسی کے بعد نصف ۹ھ تک آپؐ مدینے میں مقیم رہے، یہ سن کر کہ غزوۂ موتہ کے ہارے ہوئے رومی تبوک میں تیاریاں کر رہے ہیں آپؐ نے بھی جہاد کی تیاریاں شروع کر دیں۔

رجب ۹ھ ہجری : رجب کے مہینے میں جمعرات کا دن تھا جب آپؐ تیس ہزار جانثاروں کے ساتھ تبوک کی طرف تشریف لے گئے۔ پندرہ بیس روز وہیں مقیم رہے اور رمضان ۹ھ میں مدینۂ طیبہ واپس آئے یہ آخری غزوہ تھا۔

۹ھ ہجری میں بکثرت قبائل عرب کے وفود آئے اور بذریعۂ وفود معاہدہ کر کے قبیلے کے قبیلے داخلِ اسلام ہو گئے۔

ذی قعدہ ۹ھ ہجری : اسی سال حج فرض ہوا اور حضورؐ نے صدیق اکبرؓ کو امیر حج بنا کر مکہ معظمہ روانہ فرمایا۔

۱۰ھ ہجری : ۲۵ ذی قعدہ ۱۰ھ کو دوشنبہ کے دن حضورؐ حج کے لئے مکہ معظمہ روانہ ہوئے ایک لاکھ سے زائد صحابہ ساتھ تھے مدینہ منوّرہ سے ۶ میل دور نکل کے ذوالحلیفہ پر احرام باندھا۔ ۴ ذی الحجہ کو شنبے کے دن داخلِ مکہ ہوئے اور بعد فراغت حج دس روز کے قیامِ مکّہ کے بعد مدینۂ طیبہ واپس تشریف لائے۔

۱۱ھ ہجری : ۲۶ صفر ۱۱ھ کو دوشنبے کے دن حضورؐ نے ایک سریۂ جہاد روم کے لئے روانہ فرمایا۔

لشکرِ اُسامہ : امارت امیر لشکر اُسامہ بن زید کو باوجود کمسنی عطا فرمائی اور ان کی ماتحتی میں صدیق، فاروق امین الامۃ سے عشرہ مبشرہ میں شامل اکابر صحابہ تھے لشکر روانہ نہیں ہوا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت شروع ہو گئی اور بخار آ گیا۔

وفات: تیرہ دن آپ کو بخار رہا۔ سترہ نمازیں آپؐ کے ارشاد کے مطابق صدیق اکبرؓ نے پڑھائیں۔ دوسری یا بارہویں ربیع الاوّل تھی، پیر کا دن تھا جب ظہر کے بعد آپؐ ۶۳ سال کی عمر میں عالم آب وگِل سے مفارقت اختیار کرکے رفیقِ اعلیٰ سے واصل ہوئے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ حضورؐ کا روضۂ مبارک حجرۂ عائشہ رضؓ میں ہے اور اُسی میں ابو بکر صدیق رضؓ اور عمر فاروق رضؓ بھی مدفون ہیں۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے صاحبزادے اور صاحبزادیوں کے اسمائے گرامی

صاحبزادگان جو حضرت خدیجہ طاہرہؓ کے بطن سے تھے۔

۱۔ **حضرت قاسم:** سب سے بڑے صاحبزادے اور حضورؐ کی اولاد میں سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ پاؤں پاؤں چلنے لگے تھے جب دنیا سے سدھار گئے انھیں کی نسبت سے حضورؐ کی کنیت ابوالقاسم ہوئی۔

۲۔ **حضرت عبداللہ:** مکہ معظمہ ہی میں نبوت کے بعد پیدا ہوئے کنیت طیبؓ طاہر تھی، حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چھوٹے تھے، والدہ ان کی جناب خدیجہ تھیں بہت ہی تھوڑی عمر میں گزر گئے انھیں کی وفات پر سورۂ کوثر نازل ہوئی۔

صاحبزادیاں

۱۔ **جنابِ زینبؓ:** ماں جناب خدیجہ تھیں۔ حضرت قاسم کے بعد نبوت کے ظہور سے قبل پیدا ہوئیں، حضرت خدیجہؓ کی بہن ہالہ کے لڑکے ابوالعاصؓ بن ربیعہ سے عقد ہوا۔ ابو العاص مسلمان ہوئے اور صحابی تھے۔ بی بی زینبؓ کا انتقال ۸ھ میں ہوا اولاد میں ایک صاحبزادے

علی اور ایک صاحبزادی "امامہ" ماں کے بعد ان کی یادگار رہے۔ جناب علی فتح مکہ کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ردیف تھے اور حضرت عمر رضؓ کے زمانے میں جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔ صاحبزادی امامہ جو حضرت فاطمہ زہرا رضؓ کی وصیت کے مطابق بعد وفات جناب سیدہ رضؓ حضرت علی رضؓ کے عقد میں آئیں۔

۲- جناب رقیہ رضؓ: ماں جناب خدیجہ رضؓ تھیں۔ حضرت عثمان رضؓ سے عقد ہوا زینب رضؓ بی بی سے چھوٹی تھیں سنہ ۲ھ میں انتقال ہوا۔ اولاد نہیں چھوڑی۔

۳- جناب ام کلثوم رضؓ: ماں جناب خدیجہ رضؓ تھیں۔ حضرت عثمان رضؓ سے بعد وفات بی بی رقیہؓ عقد ہوا سنہ ۹ھ میں انتقال ہوا۔ اولاد نہیں ہوئی۔

۴- جناب فاطمہ زہراء رضؓ: سب سے چھوٹی۔ جنت کی عورتوں کی سردار، اللہ کے رسول کی بڑی چہیتی۔ حضرت علی رضؓ سے عقد ہوا حسنین کی والدہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ۶ ماہ بعد رمضان سنہ ۱۱ھ میں انتقال ہوا۔

یاد رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حرم ماریہ قبطیہ تھیں جو ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ماں تھیں جناب ماریہؓ کو شاہِ مصر نے حضورؐ کی خدمت میں بھیجا تھا۔

حضرت ابراہیم بن رسول اللہ کا جس دن انتقال ہوا ہے اسی دن سورج گرہن پڑا۔ لوگوں نے گمان کیا کہ ابراہیم کی موت سے سورج کو گہن لگا۔ حضورؐ نے سُنا تو خطبہ دیا اور فرمایا کہ کسی انسان کی موت سے چاند سورج کے گہن کا کوئی تعلق نہیں ہے، چاند گرہن اور سورج گرہن اللہ کی نشانیوں میں دو نشانیاں ہیں تم لوگ گرہن کے وقت نمازیں پڑھا کرو۔

نکتہ: اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی اور حکمت سے پسند نہ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد کوئی صاحبزادے اپنی یادگار چھوڑیں۔ قرآن پاک میں صاف ارشاد ہے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ "محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے والد نہیں ہیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اولاد تین صاحبزادوں، قاسم، عبداللہ اور ابراہیم اور تین صاحبزادیوں زینبؓ، رقیہؓ

اور ام کلثومؓ کا آپؐ کی حیات مبارک ہی میں انتقال ہوگیا اور جنتی عورتوں کی سردار، اللہ کے حبیبؐ کی خاص طور پر چہیتی اور لاڈلی بیٹی اور جگر گوشہ جناب فاطمہؓ سے خود ہی فرمادیا کہ تم جلد سے جلد میرے اس دنیا سے کوچ کرنے کے بعد مجھ سے آن ملوگی تو اگر اولاد کا والدین کی زندگی میں قضا کرجانا مطلقاً ناراضگیٔ الٰہی کے سبب سے ہوتا تو حضورؐ کے ساتھ یہ معاملہ کیوں ہوتا اور موت اتنی ہمیشہ کے لیے جدا کر دینے اور قطع تعلق کر دینے والی ہوتی تو آپؐ حضرت بی بی فاطمہؓ سے یہ کیوں فرماتے کہ بیٹی تم جلد سے جلد مجھ سے آکے مل جاؤ گی۔ چنانچہ ربیع الاول میں آپؐ نے انتقال کیا اور رمضان المبارک میں حضرت فاطمہؓ جنت کو سدھاریں۔ صرف چھ مہینے کا فرق ہوا۔ حضورؐ نے جس سال انتقال فرمایا ہے اس کے پہلے جو رمضان گزرا ہے اس کے متصل بعد ایک بار آپؐ اور عائشہ صدیقہؓ تشریف رکھتے تھے کہ جناب فاطمہ زہراؓ بھی وہیں آگئیں، آپؐ نے حضرت فاطمہؓ کے کان میں ایک بات کہی تو وہ رونے لگیں۔ پھر دوسری بات کہی تو وہ ہنسنے لگیں۔ حضورؐ اس جگہ سے تشریف لے گئے تو عائشہ صدیقہؓ نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ بی بی فاطمہؓ نے کہا جب حضورؐ نے نہیں ظاہر کیا تو میں کیونکر کہوں حضورؐ کے وصال کے بعد صدیقہؓ نے پھر پوچھا ——— تب بی بی فاطمہؓ نے بتایا کہ آپؐ نے فرمایا کہ ہمیشہ رمضان میں جبرئیلؑ کا میرے ساتھ قرآن پاک کا دور ہوتا تھا، اب کے دو دور ہوئے ہیں، اس سے کھلا کہ اب میں جانے والا ہوں، اس پر میں (جنابِ فاطمہؓ) رونے لگی مگر پھر یہ فرمایا کہ تم جلد از جلد میرے پاس آجاؤ گی تو مجھے خوشی سے ہنسی آگئی۔

تعداد ازواجِ نبویؐ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی میں اللہ تعالیٰ نے نہ جانے کتنی شانیں جمع کردی تھیں۔ چند کھلی ہوئی شانوں کی طرف جن پہ آسانی سے مخلوق کی نظر پہنچ سکتی ہے، یہاں مختصر طور پر اشارہ کیا جاتا ہے۔

۱۔ منجملہ خصوصیات یہ امر بھی تھا کہ آپؐ کو کوئی قتل نہیں کرسکتا تھا، ابتداء میں تو اللہ نے یہ ظاہر

اسمائے گرامی اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنہن

نمبر شمار	نام	سنہ نکاح	ام المؤمنین کی عمر بوقتِ نکاح	مکمل عمر	سنہ وفات	مدفن	حضور ﷺ کی خدمت میں رہنے کی مدت	حضور ﷺ کی عمر بوقت نکاح
۱	خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا	میلاد النبی سنہ ۲۵	۴۰ سال	۶۵ سال	نبوت سنہ ۱۰	مکہ معظمہ	۲۵ سال	۲۵ سال
۲	سودہ رضی اللہ عنہا	نبوت سنہ ۱۰	۵۰ سال	۷۳ سال	سنہ ۱۹ ہجری	مدینہ منورہ	۱۴ سال	۵۰ سال
۳	عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	نکاح سنہ ۱۱ نبوت رخصتی شوال سنہ ۱ھ	۹ سال	۶۳ سال	۲۷ رمضان سنہ ۵۷ھ	مدینہ منورہ	۹ سال	۵۴ سال
۴	حفصہ رضی اللہ عنہا	شعبان سنہ ۳ ہجری	۲۲ سال	۵۹ سال	جمادی الاول سنہ ۴۱ھ	مدینہ منورہ	۸ سال	۵۵ سال
۵	زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا	رمضان سنہ ۳ ہجری	تقریباً ۳۰ سال	تقریباً ۳۰ سال	سنہ ۳ ہجری	مدینہ منورہ	۳ ماہ	۵۵ سال
۶	ام سلمہ رضی اللہ عنہا (نام ہند تھا)	جمادی الثانی سنہ ۴ھ	۲۶ سال	۸۰ یا ۸۴ سال	سنہ ۵۹ یا سنہ ۶۰ھ	مدینہ منورہ	۶ سال	۵۷ سال
۷	زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا	ذی قعد سنہ ۵ ہجری	۳۶ سال	۵۱ سال	سنہ ۲۰ ہجری	مدینہ منورہ	۶ سال	۵۷ سال
۸	جویریہ رضی اللہ عنہا	شعبان سنہ ۵ ہجری	۲۰ سال	۷۱ سال	ربیع الاول سنہ ۵۶ھ	مدینہ منورہ	۶ سال	۵۷ سال
۹	اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا	سنہ ۶ ہجری	۳۶ سال	۷۴ سال	سنہ ۴۴ ہجری	مدینہ منورہ	۶ سال	۵۷ سال
۱۰	صفیہ رضی اللہ عنہا	جمادی الآخر سنہ ۷ھ	۱۷ سال	۶۰ سال	سنہ ۵۰ ہجری	مدینہ منورہ	۳ ۳/۴ سال	۵۸ سال
۱۱	میمونہ رضی اللہ عنہا	ذی قعد سنہ ۷ ہجری	۳۶ سال	۸۰ سال	سنہ ۵۱ ہجری	مدینہ منورہ	۳ ۱/۴ سال	۵۹ سال

نہیں کیا مگر وہ وقت بھی بہر صورت آیا جب وَ اللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ارشاد کر کے اللہ نے اس امر کو ظاہر کر دیا۔

۲۔ آپؐ کی ولادت صرف نبوت کے لیئے ہوئی تھی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم نہیں چاہتے کہ آپؐ فکر معیشت میں پڑیں۔

۳۔ باوجود اس کے کہ آپؐ کو اللہ نے صاحبزادگان عطا فرمائے مگر سب بچپن ہی میں مفارقت کر گئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے محمدؐ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں بلکہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیینؐ ہیں۔

۴۔ سونے سے آپؐ کا وضو نہیں شکست ہوتا تھا۔

جس طرح منجملہ اور خصوصیات کے یہ چند باتیں ہیں جو حضورؐ کے ساتھ خاص تھیں اسی طرح تعدد ازواج یعنی بیویوں کی تعداد بھی اللہ تعالیٰ کا ازواج مطہرات کو خطاب کر کے ارشاد ہے "لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ" یعنی تم سب اور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ گویا جس طرح آپؐ کی خاص شان تھی اسی طرح آپؐ کی رفیقۂ حیات ہونے کے سبب آپ کی ازواج بھی دوسری مسلمان عورتوں سے اپنی شان اور خصوصیات میں الگ اور ممتاز تھیں۔ آپؐ نے کل گیارہ نکاح کیئے، ان کے علاوہ جناب ماریہ قبطیہ اور حضرت ریحانہ بھی حرم تھیں اور جناب ماریہ قبطیہ کے بطن مبارک سے جناب ابراہیم فرزند رسول اللہ پیدا ہوئے۔ ہر مسلمان کو عدل اور برابری کے تاکیدی حکم کے ساتھ اللہ نے بیک وقت چار بیویاں رکھنے کی اجازت دی ہے۔

اس زمانے کے بعض ممالک کے رواج کے مطابق کچھ لوگ ایک سے زیادہ بیویوں کی اجازت پر ناشاد سے ہوتے ہیں ہمارے لیئے یہ ضروری نہیں کہ ہم کھلی آنکھوں آج کل کے مدعیانِ تہذیب لوگوں اور ملکوں کی معاشرت ازدواجی اور خانگی ابتری عصمت و عفت کے معیاری درجے سے محرومی حیا سے دشمنانہ اور حریفانہ بے تعلقی دیکھتے ہوئے بھی ہم ان کے ازدواجی اصول کو وحی آسمانی کی طرح صحیح مان لیں۔

جو ممالک دنیا میں اس وقت اپنی جابرانہ یورشوں اور قاہرانہ سرگرمیوں سے حاوی ہیں

ان کی انسانیت اور عافیت سے دشمنی اور مخالفت تو اسی سے ظاہر ہے کہ آخرت کا کوئی تخیل ہی ان کے اندر نہیں ہے قوت اور کثرت کے جبر سے اپنی من مانی اور خود تراشیدہ پسند اور ناپسند ساری دنیا کے سر تھوپنا چاہتے ہیں اور مقابلہ اور رو و کد ہے تو جلد سے جلد انسان اور انسانوں کی آبادیوں، عافیت گاہوں اور تہذیب و تمدن کے آثاروں کو مٹانے اور ہلاک کرنے کے لئے آلات بناتے ہیں۔ لڑائی ہو تو ایک برا عظم میں اور بھوکے مریں دوسرے بر اعظم کے لوگ بھی اور ماشاء اللہ تہذیب و تمدن، انسانیت اور بہی خواہی کا یہ نمونہ اور مظاہرہ ملاحظہ فرمائیے کہ نہ بوڑھے بچے کی تمیز ہے، نہ عورت مرد کی، نہ حربی غیر حربی کی ستم کشی اور ستم کوشی کسی کو نہیں دکھتی ؎ "ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں"

ایسے مدعیانِ تہذیب نے کسی مذہب یا الہامی اصول یا نظریہ کے مطابق نہیں بلکہ عصری اور وقتی فکر و خیالات کے ماتحت یہ اصول اپنے لئے پسند کر لیا کہ ایک وقت میں ایک مرد کے ایک ہی بیوی ہو سکتی ہے عفت اور عصمت کے جو کا رہائے نمایاں ان ممالک میں روز افزوں نظر آتے ہیں اور تخلیقِ رفیق کے نظریۂ الٰہی، تسکین، مودت اور رحمت کا جو بیدردانہ قتل ہو رہا ہے اسے تلاش کرنے کی ضرورت نہیں، دوپہر کے سورج سے زیادہ نمایاں اور کھلا ہوا معاملہ ہے۔

تعدد ازدواج کے متعلق طبی اور عقلی یا کسی اور ہیچ کی بحث یہاں مقصود نہیں، تاریخی اور مصلحتی حیثیت سے عالموں نے عام مسلمانوں کے لیے چار کی تعداد اور حضورؐ کی ازدواج کی تعداد کے متعلق بہت ہی بے غبار حکمتیں لکھی اور بیان کی ہیں یہاں چند کھلی ہوئی باتوں کی طرف اشارہ کرنا کافی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی اور آپؐ کے ہر تنفسِ حیات کو اللہ کی نگرانی نصیب تھی اور جس اللہ نے یوں فرمایا ہے آپؐ کے لئے "مَا یَنطِقُ عَنِ الْھَوٰی الخ" آپؐ اپنی خواہش اور اپنے جی سے نہیں بیان کرتے بلکہ وحی الٰہی کے مطابق فرماتے ہیں اور نیز یہ فرمایا ہے کہ "ما

اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَھُوْا" جو آپ دیں وہ لو جو کہیں وہ کرو جس سے روکیں اس سے رک جاؤ اور نہ کرو۔ اور جب اللہ نے بزبان ترغیب مگر بہ منشا امر یوں فرمایا کہ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ اور پھر صریح حکم یوں دیا کہ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ اور شانِ رسول یوں ظاہر فرمائی کہ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ" کیا یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اللہ، وہ رب، وہ مربّی مطلق کسی امر میں آپ کی رہبری اور نگرانی نہ فرمائے۔

حیاتِ نبوی کی تاریخ شاہد ہے کہ عرب والوں نے مال، حکومت، حسین سے حسین عورت کی پیش کش کی اور آپؐ نے اسے ٹھکرا دیا یہ بہت بڑا شرف تھا، ایک مسلمہ کے لئے کہ آپؐ کی رفیقہ حیات ہو۔ اللہ نے خود فرمایا کہ مسلمان عورت اپنے آپ کو بلا مہر بھی ہبہ کرے اور آپؐ کے نکاح میں آنا چاہے تو آپ چاہیں تو قبول کر لیں مگر باوجود پیشکشوں کے ایک مثال بھی قبول کی نہیں ہے۔ مسلمانوں کے لئے ہر متنفس حیات رسولؐ اور آپؐ کی ہر آن اور ہر شان کی زندگی، کا جزئی سے جزئی اور چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ اور معاملہ نمونۂ مقصود ہے کیونکہ بغیر اتباع کے یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ کی نعمت ہی نہیں مل سکتی۔

ازدواجی، عائلی، معاشرتی، پرائیویٹ (برخلاف پبلک) زندگی کے حالات بالخصوص دونوں صنفوں کے باہم تعلق اور برتاؤ کی، عورتوں کے مخصوص مسائل اور جذبات وحالات کے متعلق ارشاد اور پسند نبوی کی تعلیم واشاعت کیونکر ہوتی اگر متعدد شریکِ زندگی آپؐ کی ہمہ وقت کی زندگی کی رپورٹر اور بیان کرنے والی نہ ہوتیں بیاست اور حکمتِ تبلیغ کے لحاظ سے کتنے مخالف، کتنے قبائل اور کتنے دشمن ازدواجی تعلق اور اس تعلق کی بناء پر برتاؤ اور مؤدت کو دیکھ کر رام ہی نہیں ہو گئے بلکہ اسلام لاکر آرام دائمی کا پروانہ پا گئے۔

جو لوگ رسول اللہ اور اللہ کی کتاب قرآنِ مجید پر ایمان رکھتے ہیں اُن کو اس مسئلہ (تعدد ازواجِ رسولؐ) میں کچھ کہنے کی گنجائش ہی نہیں، کوئی وجہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ آپؐ کو نہ روک دیتا

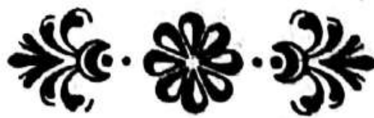
تعدادِ ازواج میں اگر اس امر میں اللہ کی مرضی وہی نہ ہوتی جیسا آپؐ کا طرزِ عمل تھا سوچنے کی بات ہے کہ حضرت عائشہؓ پر جب منافقوں نے تہمت لگائی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی پاکی، پاکیزگی اور پاک دامنی کے اعلان و اظہار اور دشمنوں کی تراشی ہوئی بات کو بہتان اور تہمت قرار دینے اور بتانے کے لیے تو قرآنِ پاک کی آیتیں نازل فرمائیں اور اگر کئی عورتوں سے نکاح کرنے میں اللہ کے نزدیک کوئی برائی ہوتی تو اللہ تعالیٰ کیوں نہ ایسا فرما دیتا اور کیوں نہ آپؐ کو روک دیتا۔ برخلاف اس کے ہم دیکھتے ہیں کہ اجازت تھی اللہ کی طرف سے کہ عورتیں بلا مہر بھی اپنے کو حضورؐ کی خدمت میں ہبہ کے طور پر پیش کر سکتی تھیں خود خواب عائشہؓ کے لئے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں روایت موجود ہے کہ آپؐ سے اشارہ کیا گیا ذریعۂ فرشتہ کہ یہ یعنی حضرت عائشہؓ آپؐ کی اہلیہ ہیں حضرت زینبؓ بنت جحش کا نکاح آپؐ کے منشا سے زید بن حارثہ سے ہوا۔ جب زید نے نا اتفاقی کی وجہ سے انھیں طلاق دیدی تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خود ارشاد فرمایا "زَوَّجْنٰکَھَا" کہ ہم نے ان کو (زینب کو) آپؐ کی زوجیت میں دے دیا حضرت حفصہؓ بنتِ عمر فاروقؓ کو آپؐ نے کسی مصلحت سے ایک بار ایک (رجعی) طلاق دیدی تو اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو بھیجا کہ آپؐ طلاق سے رجوع کر لیں یعنی طلاق) نہ دیں اور وجہ پسند الٰہی یہ ظاہر کی کہ اِنَّھَا قوّامۃ صوّامۃ وانھا زوجتك فی الجنۃ یہ بڑی نمازی اور روزہ رکھنے والی ہیں اور جنت میں آپؐ کی بیویوں میں ہوں گی۔ واقعۂ ایلاء میں جب ازواج نے متفقہ طور پر نفقہ زیادہ کرنے کا مطالبہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق بھی ہدایات فرمائیں اس طرح کہ ان سے کہہ دیجیے کہ اگر تم کو دنیا کی زندگی اور زینت کی ضرورت ہے تو آؤ میں تمھیں حسنِ سلوک کے ساتھ رخصت کر دوں اور اگر تم کو اللہ و رسولؐ کی رضا اور آخرت کی طلب ہے تو سمجھ لو کہ اللہ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لئے بڑا اجر رکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی حلال شئی بیویوں کی خاطر ترک کر دینے کا ارادہ کیا۔ اللہ نے اسے بھی منع فرمایا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضورؐ کی ازدواجی زندگی کی روش کے ہر رُخ اور حال کی نگرانی اور اس کے

متعلق ہدایات اور احکام خود شاہد ہیں کہ آپؐ اس امر میں یعنی تعدد ازدواج میں مختار تو تھے
مگر مطلق اور بے رہبریٔ الٰہی نہیں۔ جب تک اللہ نے پسند فرمایا آپؐ نے (صراحتاً یا بطور کنایہ)
امر خداوندی کے مطابق مناکحت کی۔ آپؐ کا یہ ارشاد بھی حدیث میں موجود ہے کسی عورت نے
اپنے کو ہبہ کرنے کی درخواست کی تب آپؐ نے یہ فرمایا کہ مجھے عورت کی ضرورت نہیں تو
اس سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ جوانی کی ساری عمر ایک ایسی سنِ رسیدہ رفیقہ کے ساتھ گزار دی
جن کے دو عقد آپؐ سے پہلے ہو چکے تھے آپؐ کے عقد میں آنے سے پہلے ہی صاحبِ اولاد
بھی تھیں اور جن کے ساتھ تعلق خاطر کا یہ عالم تھا کہ ان (جناب خدیجہ) کا جب انتقال ہوا
ہے اسی زمانے میں ابو طالب بھی گزر گئے اسی سال کا نام آپؐ نے عام الحزن، غم والا،
سال رکھا۔ باوجود عرب میں عام رواج کے دوسرا عقد ان کی زندگی میں نہیں کیا آپؐ کے
سامنے یہ طریقہ بھی پیش کیا گیا کہ آپؐ چاہیں تو ہم نجیب سے نجیب اور جمیل سے جمیل خاتون سے
آپؐ کا عقد کر دیں مگر آپؐ آبائی دین کو باطل نہ کہیے آپؐ نے اس کی التفاتِ انکاری کے سوا
کوئی توجہ نہیں کی آپؐ نے جو نکاح بعد طاہرہ خدیجہ کئے وہ پچاس کی عمر کے بعد یعنی دس سال
ظہور نبوت کے گزر جانے پر۔ حضرت عائشہ رضؓ اس امر کی راوی ہیں کہ آپؐ جناب طاہرہ کا
ذکر بڑی محبت اور بڑے تاثر سے کیا کرتے تھے ان کے عزیزوں اور ان کی سہیلیوں سے
ان کے تعلق کی وجہ سے بڑی محبت اور خاطر کا برتاؤ کرتے تھے۔ یہ روایت حضرت عائشہ ایک
بار آپؐ نے جن الفاظ میں حضرت خدیجہ کا اعتراف و تعریف کے ذکر فرمایا اس سے صاف ظاہر ہے
کہ حضورؐ کے ہاں معیار پسند اور بنائے مدح و قبول نسوانیت، جمالِ ظاہر یا دولت و ثروت کوئی ایک
صفت نہ تھی بلکہ مجموعی صفات بھی سبب التفات نہ ہو سکتی تھیں۔ نبوت اور محمدیت کی زندگی کی
ازدواجی شان حضورؐ کے اس ارشاد گرامی سے پوری پوری بہ انداز احسن اور بہ طریق اظہر بے نقاب
اور روشن ہو جاتی ہے فرماتے ہیں توصیفِ طاہرہ میں کہ وہ مجھ پر ایمان لائیں جب دنیا نے
میرا انکار کیا۔ انھوں نے میری تصدیق کی جب دوسروں نے مجھے جھٹلایا، انھوں نے اپنے

مال میں مجھے شریک بنا لیا۔ جب دوسرے میرے سدِّ راہ ہوئے اور اللہ نے مجھے اولاد دی۔ ان سے اور کسی بیوی سے نہیں۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی مرضی، اولاد بخشی جناب خدیجہؓ کے ذریعہ، جو ذکر فرمایا اس میں یہ نکتہ بھی ہوسکتا ہے کہ دوسری بیویوں کی نسوانیت کی فطرتِ امومت طلب اس برتری خدیجہؓ بر بنائے الٰہی کو تسلیم کرے اور دیگر صفات جو گنائی ہیں اُن کے تو اس کے سوا کوئی معنی ہی نہیں ہوسکتے کہ دین اور صرف دین آپؐ کے نزدیک معیارِ محبوبیت ہوسکتا تھا اور بس ورنہ آپؐ کے قلبِ مبارک میں نسوانیت محض اپنے تمام جمال و کمال کے بے قیمت اور لاشئے تھی قطعاً۔ عام مسلمانوں کو تو بیک وقت چار بیویاں رکھنے کی اجازت حشر تک دیدی گئی مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک خاص طرز اللہ بزرگ و برتر نے یہ اختیار کیا کہ سورۂ احزاب میں یہ حکم نازل فرمایا کہ لا یحل لک النساء من بعد و لا ان تبدل بھن من ازواج ولو اعجبک حسنھن (ان ازواج کے بعد اب) آپؐ کے لئے (اور) عورتیں حلال نہیں کہ ان ازواج میں کسی کے بدلے دوسری کو اپنی اہلیہ بنائیں، چاہے اس (دوسری) کا حسن و جمال آپؐ کے پسند خاطر ہی کیوں نہ ہو۔ پھر اس سورۂ احزاب میں یہ ارشادِ الٰہی ہوا کہ وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا ان ذٰلکم کان عند اللہ عظیما (اے ایمان والو! تمھیں نہ چاہئے کہ رسول اللہ کو ایذا دو اور نہ چاہئیے کہ ان کی بیویوں سے ان کے بعد نکاح کرو اللہ کے نزدیک تو یہ گناہِ عظیم ہے) یہ بھی ارشادِ الٰہی ہے مراتبِ ازواجِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر کرنے کے لئے کہ النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم وازواجہ امھاتھم۔ مؤمنین کے لئے نبی ان کی جانوں سے بڑھ کے ہیں اور نبی کی بیویاں مومنین کی مائیں ہیں نہ اور نکاح ہو، نہ ان بیویوں کو چھوڑا جائے

نہ کوئی اور ان سے نکاح کر سکے اور سب بیویاں مومنین کی مائیں قرار دی جائیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ نبی کے لئے جتنی ازواج کو اور مومنین کے لئے جتنی ماؤں کو اللہ نے پسند فرمایا نہ اُن میں کمی کی جاسکتی تھی نہ زیادتی، نہ تبدیلی اور جو بیوی نکاح میں آئی ہیں عین منشا الٰہی کے مطابق۔ ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کارِ منصبی اور عملِ ذاتی بحکمِ الٰہی یہ قرار دیا گیا :" واذکرن ما یتلیٰ فی بیوتکن من آیات اللہ والحکمۃ" اے بیبیو! تمہارے گھروں میں اللہ کی آیات جو تلاوت کی جاتی ہیں تم اس کا ذکر کرتی رہو۔ مقصدِ زندگی اور مشغلۂ حیات ان مطہرات کا آیات وحکمت الٰہیہ کا ذکر ٹھہرا دیا گیا ہے تاکہ ایک طرف خود عمل کرتے رہیں اور دوسری طرف اپنے عمل سے امت کے لئے نمونہ اور تعلیم عملی کا آئینہ اور مرقع بن جائیں۔

یہ امر بھی ذہن نشین رکھنے کے قابل ہے کہ عام مسلمانوں کو بے قید حد بیس عورتوں سے اس شرط کے ساتھ نکاح کرنے کی اجازت ہے کہ ایک وقت میں صرف چار بہ عدل رکھ سکتے ہیں۔ ایک کو طلاق دے کے دوسری عورت کرنے کی کوئی ممانعت نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ قید کہ نکاح ایک خاص تعداد کے بعد بند۔ اور ایک بیوی کے بدل کے دوسری کی بھی اجازت نہیں۔ جو شخص اللہ اور کتاب اللہ پر ایمان رکھتا ہے اسے اب شبہ یا وسوسہ آئے تو شیطانی فعل ہے۔



(آئیڈیل پبلشرز کراچی)